از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب
بانی تحریک خدام اہل سنت۔ پاکستان

# اسلامی دستور اور اسلامی حکومت
# چند بنیادی اصول و فرائض

چونکہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین (اسلام) قیامت تک کے لئے دنیوی و اخروی فلاح و کامرانی کا ضامن ہے اور بنی آدم کے تمام انفرادی و اجتماعی ملکی و ملی منافع کے حصول اور نقصانات سے تحفظ کے لئے اس میں اصول و احکام موجود ہیں اس لئے خداوند عالم نے اپنے بندوں کے لئے قرآن حکیم میں "اسلامی حکومت" کے بنیادی اصول و فرائض بھی بیان فرمادئے ہیں تاکہ ہر دور میں مسلمان ان اصول کے تحت اسلامی مملکت کا نظام چلا سکیں اور وہ ملکی اور سیاسی سطح پر کبھی بھی غیر اسلامی نظریات کے محتاج نہ ہوں اور چونکہ پاکستان کا مقصد وجود بھی صحیح اسلامی نظام حکومت کا قیام ہے اس لئے ضروری ہے کہ دستور پاکستان کی ترتیب و تدوین اسلامی اصول و عقائد کے تحت ہو۔

## اسلامی دستور کے بنیادی اصول

**۱۔ حکم اللہ** فرمایا (الف) اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (سورہ یوسف رکوع ۵)

حکم تو صرف اللہ کا ہے۔

(ب) مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ مائدہ ۷)

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔"

ان آیات میں تصریح ہے۔ کہ دراصل بندوں کے لئے صرف اللہ ہی کا حکم ہے۔ اور حکم خداوندی کے خلاف فیصلہ کرنے والے ظالم ہیں اور ایسے لوگوں کو قرآن مجید کے اسی رکوع میں فاسق اور کافر بھی کہا گیا ہے۔

**۲۔ اطاعت رسولؐ** فرمایا (الف) مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (سورۃ النساء ع ۱۱)

جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی ہی اطاعت کی۔

(ب) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (سورہ النساء ۶۵)

"پس آپ کے رب کی قسم یہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں آپ کا فیصلہ کرنے والا تسلیم نہ کریں پھر جو جو فیصلہ آپ فرما دیں اس کی وجہ سے وہ اپنے دلوں میں تنگی بھی محسوس نہ کریں اور آپ کے حکم کو پوری طرح مان لیں۔"

ان آیات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور فیصلہ اللہ کے حکم اور فیصلہ کی طرح ایمان کا معیار اور دین میں قطعی حجت اور دلیل ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ کے حکم۔ فیصلہ۔ قول و عمل۔ طریقہ اور نمونہ ہی کو شرعی اصطلاح میں سنّت کہتے ہیں۔

**۴۔ اطاعت خلفائے رسول اللہ** قرآن مجید میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موعودہ حکومت الٰہیہ (خلافت راشدہ) کے متعلق ارشاد فرمایا:

اَلَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (پ سورہ حج ع ۶)

یعنی رسول اللہ کے اصحاب ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں حکومت دیں تو وہ نماز قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے ہر نیکی کا حکم کریں گے اور ہر برائی سے روکیں گے۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔

اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حکومت الٰہیہ کے متعلق ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے۔ جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ نزول آیت کے وقت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکی اقتدار حاصل نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے ازلی ارادہ کے تحت چونکہ ان کو آئندہ حکومت عطا ہونے والی تھی اس لئے پہلے ہی قرآن حکیم میں اس کا اعلان کر دیا گیا اور اس اعلان خداوندی کے مطابق حضور خاتم النبیین ؐ کے دور رسالت کے بعد دور خلافت کا ظہور ہوا اور صحابہ کرام کے ذریعہ خلافت راشدہ قائم ہوئی۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اطاعت اللہ اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اطاعت خلفا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہے۔ اس خلافت راشدہ موعودہ کی مدت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادی۔ فرمایا۔ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ (مشکوٰۃ)

"یعنی یہ خاص خلافت میرے بعد ۳۰ سال ہوگی۔"

اور حسب وعدہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو عطا ہوئی اور اہل سنت کے نزدیک اسی ترتیب خلافت سے ان خلفائے راشدین کو افضلیت حاصل ہے۔ ان خلفا میں کوئی نزاع نہیں ہوا۔ سب نص قرآنی کے تحت رحماء بینہم کی تصویر تھے اور ان کی پیروی خود امام الانبیاء المرسلین

نے حسب ذیل ارشاد کے تحت امت پر لازم کردی ہے۔

من یعش منکم بعدی فسیریٰ اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ (مشکوٰۃ)

فرمایا تم میں سے جو کوئی زندہ رہے گا تو وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پس اس حال میں تم پر میری سنّت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت (طریقہ) کی پیروی لازم ہے۔ جو ہدایت یافتہ ہوں گے۔

۵ الا دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باہمی نزاع بھی فروعی و اجتہادی تھا نہ کہ اصولی اور بنیادی اور سب کی نیتوں میں خلوص تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور صحبت کا شرف جن اہلِ ایمان کو نصیب ہوا ہے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں۔

۴۔ اجماع امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | فرمایا:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء ع ۷)

جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا اور المومنین کے راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ پر چلے گا جس طرف وہ پھرا ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے اور پھر اس کو جہنم میں داخل کریں گے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اس آیت میں المومنین سے مراد اول درجہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ کیونکہ نزولِ آیت کے وقت وہی مومنین کی جماعت تھی۔ پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ اس سے مراد دوسرے مومنین ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومنین امت کا کسی مسئلہ میں اجماع شرعی حجت ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت فوائد قرآنیہ میں لکھا ہے کہ:

"اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ اجماعِ امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے۔ یعنی اجماعِ امت کا ماننا فرض ہے۔"

قیاس شرعی | کتاب وسنت، خلفاء صحابہ، اجماع امت کے بعد قیاس شرعی بھی اصولِ دین میں سے ہے۔ یعنی مجتہدین حضرات جو کتاب وسنت سے ہی استنباط و اجتہاد کرتے ہیں۔ وہ غیر مجتہد کے لئے حجت ہوتا ہے۔ تاکہ ملحد کو کتاب وسنت میں معنوی تحریف کرنے کا موقعہ نہ مل سکے۔ چنانچہ قرآن مجید میں حکم ہے:۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۔ (القرآن)

"جو شخص میری طرف رجوع کرتا ہے اس کے راستہ کی پیروی کر۔"

اور فرمایا: فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

"علم والوں سے پوچھ لو اگر تم خود نہیں جانتے"

## اسلامی حکومت کے فرائض

سورہ الحج کی مذکورہ آیت الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ میں حکومتِ الٰہیہ کے سربراہوں اور متعلقہ حکام کے حسب ذیل چار فرائض بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ نظام نماز۔ یعنی خود بھی نماز کی پابندی کریں اور قانوناً دوسروں سے بھی پابندی کرائیں۔

۲۔ نظام زکوٰۃ۔ یعنی وہ خود بھی اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کریں اور قانوناً زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام کریں۔

۳۔ امروا بالمعروف۔ ہر نیکی کا حکم جاری کریں۔

۴۔ ونھوا عن المنکر۔ ہر برائی سے قانوناً روک دیں۔

چونکہ نماز کے ذریعہ بندوں کا اپنے رب سے خصوصی تعلق پیدا ہوتا ہے اور زکوٰۃ کے ذریعہ ملک وملت کی معاشی اصلاح ہوتی ہے اس لئے ان دونوں فرائض کا خصوصیت سے ذکر فرمایا اور اس کے بعد امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر سے اسلامی حکومت کے فرائض کی جامعیت واضح کر دی کہ اس میں انفرادی اور اجتماعی نیکیاں اور بھلائیاں قانوناً رائج کی جائیں گی۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے شرعاً یہ ضروری ہے کہ:

★ پاکستان کا دستور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول واحکام کے مطابق مرتب کیا جائے اور کتاب وسنت کے منافی کوئی قانون ملک میں نہ رہے۔

★ کتاب وسنت کے دستوری اور قانونی اصول واحکام کی تشریح وتعبیر خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نظامِ حکومت کے مطابق کی جائے اور

ا۔ معاشی اور اقتصادی اصلاحات کے سلسلے میں بھی خلفائے راشدینؓ واصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ حکومت کی اصلاحات کو معیار قرار دیا جائے اور اس کے خلاف ہر قسم کے جدید ازموں خواہ اسلامی سوشلزم کی شکل میں ہوں یا مودودیت یا پرویزیت کی صورت میں ہوں ختم کیا جائے۔

ب۔ چونکہ پاکستان میں حنفی اہلسنت والجماعت مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے اس لئے ملکی قانون (پبلک لاء) حنفی فقہ کے مطابق نافذ کیا جائے۔

ج۔ دوسرے اقلیتی مسلم فرقوں کے شخصی معاملات اُن کے اپنے اپنے فقہی مذہب کے مطابق کئے جائیں۔

د۔ حدیہ آیت و امروا بالمعروف نماز، روزہ اور حج وغیرہ فرائض واحکام کے علاوہ زکوٰۃ، عشر، صدقات

واجبہ وغیرہ اسلامی قانونِ وراثت کو صحیح مکمل صورت میں نافذ کیا جائے اور اسلامی احکام کی روشنی میں کسان مزدور اور غریب و محتاج طبقہ کو پورے حقوق دے کر اسلامی معاشرہ میں ان کا مقام بلند کیا جائے۔

۱۳۔ حسبِ آیت و نہوا عن المنکر شراب۔ زنا۔ چوری ڈاکہ۔ سود (جس میں مروجہ بنکوں کا سودی نظام بھی شامل ہے۔) سٹہ بازی۔ رشوت۔ قماربازی۔ ناجائز ذخیرہ اندوزی اور ظالمانہ سرمایہ داری وغیرہ سب برائیوں کو قانوناً ختم کیا جائے اور مجرمین کو شریعت محمدیہ کے مطابق سزائیں دی جائیں۔

۱۴۔ سوشلزم یا جدید اسلامی سوشلزم کے فتنوں کا مکمل سدِ باب کیا جائے۔ حرام اور ناجائز جاگیروں اور جائیدادوں کو ضبط کیا جائے اور اسلامی شریعت کے مطابق انفرادی اور شخصی جائز ملکیتوں کو برقرار رکھا جائے اور پاکستان کے ہر شہری کی رہائش اور خوراک وغیرہ کا باعزت انتظام کیا جائے۔

۳۔ **مسئلہ ختم نبوت**۔ حسب آیت و نہوا عن المنکر چونکہ خلافت راشدہ کے مثالی اسلامی دور میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ مدعیان نبوت کو قطعی کافر اور مرتد قرار دیا گیا ہے اور مابعد کی تمام امت مسلمہ کا بھی اس پر اجماع ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں مرزائی (قادیانی ہوں یا لاہوری) غیر مسلم اقلیت قرار دئیے جا چکے ہیں لیکن باوجود اس کے وہ اسلام کے نام پر اپنے کافرانہ نظریات کی تبلیغ کر رہے ہیں اس لئے مرزائیوں کا لٹریچر ضبط کر لیا جائے۔ اور اسلام اور اسلامی اصطلاحات کی بنا پر ان کو از روئے قانون سنگین سزا دی جائے۔

**مسئلہ ارتداد** | کسی مسلمان کو اسلام چھوڑ کر کوئی اور دین و مذہب اختیار کرنے (مثلاً یہودی۔ عیسائی۔ ہندو۔ سکھ یا مرزائی وغیرہ بننے کی قانوناً ممانعت ہونی چاہئے۔ کیونکہ اسلام میں ارتداد کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ اور خدانخواستہ جو شخص مرتد ہو جائے اس کو باضابطہ شرعی سزا دی جائے۔

ب۔ جو لوگ پہلے سے غیر مسلم ہیں ان کو شریعت اسلامیہ کی رو سے پورے پورے حقوق دئیے جائیں اور ان کے جان و مال کی حفاظت اسلامی حکومت کے ذمہ ہے۔ بشرطیکہ وہ کوئی باغیانہ اقدام نہ کریں اور پاکستان پرامن شہری ثابت ہوں۔

۴۔ **تحفظ ناموس صحابہؓ**۔ چونکہ تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مابعد کی امت محمدیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اللہ کا دین پہنچانے کا واحد واسطہ ہے اور وہ سب رحمۃ للعالمینؐ کی رسالت کے عینی گواہ ہیں اور حسب آیت فان آمنو بمثل ما آمنتم بہ فقد اہتدوا (پ ۱ ع ۱) اگر وہ لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (اصحاب) ایمان لاتے ہو تو وہ ہدایت پا گئے۔ وہ معیار ایمان ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وغیرہ آیات میں ان سب پر اپنے راضی ہونے کا قطعی اعلان فرما دیا ہے اس لئے تمام جماعت صحابہؓ (جس میں اہلبیتؓ اور ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں) عظمت و ناموس کا آئینی تحفظ کیا جائے اور جو شخص بھی اس مقدس جماعت صحابہؓ و اہل بیتؓ کے کسی بھی فرد کی تنقیص و توہین کرے اس کو شرعی سزا دی جائے۔